از عدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 23 ستمبر 1964

بی باسولنگپا

بنام

ڈی منیچنپا

(پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، رگھوبر دیال اور جے آر مدھولکر جسٹسز)

انتخابی-درج فہرست ذات حلقہ -ووڈر ذات کیا بھووی ذات سے ملتی جلتی ہے-ٹریبونل کے ذریعہ اس بارے میں درج ثبوت درج کیے گئے ہیں کہ آیا آئین (درج فہرست ذات) آرڈر، 1950 کی اجازت ہے یا نہیں۔

بنگلور جنوبی (درج فہرست ذات) حلقہ سے منتخب ہونے والے امیدوار ''M'' نے دعویٰ کیا کہ ان کا تعلق بھووی ذات سے ہے جو آئین (درج فہرست ذات) آرڈر، 1950 میں درج فہرست ذاتوں میں سے ایک ہے، لیکن الیکشن میں اپیل کے ذریعہ ان کے خلاف دائر عرضی میں الزام لگایا گیا تھا کہ ان کا تعلق ووڈر ذات سے ہے جس کا آرڈر میں ذکر نہیں ہے اور اس لئے وہ درج فہرست ذات حلقہ سے انتخاب لڑنے کے حقدار نہیں ہیں۔ الیکشن ٹریبونل نے ''M'' کی طرف سے اس بات کے ثبوت درج کیے کہ ووڈر ذات کوئی اور نہیں بلکہ بھووی ذات ہے۔ ٹریبونل نے پیش کئے گئے ثبوتوں کی بنیاد پر کہا کہ بھوی ووڈر ذات کی ذیلی ذات تھی، ''M'' کا تعلق بھووی ذیلی ذات سے نہیں تھا، اور اس لئے وہ حلقہ سے کھڑے ہونے کے حقدار نہیں تھے۔ حالانکہ ہائی کورٹ نے کہا کہ حالانکہ ووڈر ذات کو حکم میں شامل نہیں کیا گیا تھا، پھر بھی 1950 میں جب حکم جاری کیا گیا تھا، اس وقت کے حقائق اور حالات کو دیکھتے ہوئے، اس میں درج بھوی ذات وہی ہے جو ووڈر ذات ہے۔ اس پر اس نے انتخابی درخواست

مسترد کردی۔ درخواست گزار نے خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل دائر کی۔

درخواست گزار کی جانب سے دلیل دی گئی تھی کہ: (1) ہائی کورٹ نے ٹریبونل کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں کو دیکھنے اور پھر اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی کی کہ حکم میں جس ذات بھوی کا ذکر کیا گیا ہے وہ وڈدار ذات کے لئے ہے (2) ٹریبونل کو ایسے ثبوت پیش کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی جس سے حکم میں ترمیم کا اثر پڑے جو مکمل تھا۔ اور اس کے ذریعہ تسلیم شدہ ہر درج فہرست ذات کی مکمل تفصیلات فراہم کیں جن میں متبادل نام اور متبادل ہجے شامل تھے۔

حکم ہوا کہ: ثبوتوں سے یہ واضح تھا کہ 1950 میں جب یہ حکم جاری کیا گیا تھا تو اس وقت کی میسور ریاست میں کوئی ذات نہیں تھی جسے بھوی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس حکم کا مقصد کسی ایسی ذات کو تسلیم کرنا نہیں تھا جس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس لئے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ بھوی نام کے استعمال سے کس ذات کا مطلب ہے اور اس مقصد کے لئے ٹریبونل کے ذریعہ ثبوتوں کو صحیح طریقے سے ریکارڈ کیا گیا تھا اور ہائی کورٹ نے اس پر کارروائی کی تھی۔ صرف ایسے غیر معمولی حالات میں ہی ثبوت اندراج کیے جا سکتے ہیں۔ عام طور پر یہ کسی بھی شخص کے لئے کھلا نہیں ہو گا کہ وہ یہ ثابت کرنے کے لئے ثبوت پیش کرے کہ اس کی ذات میں ایک اور ذات شامل ہے یا وہی ہے جسے حکم میں مطلع کیا گیا ہے۔[320A-G; 322F-G]۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 401، سال 1964۔

میسور ہائی کورٹ کے 14 اکتوبر 1963 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے N.F.A نمبر 139، سال 1963 اور M.F.A نمبر 141، سال 1963 میں اپیل کی گئی۔

اپیل گزار کی طرف سے جی ایس پاٹھک اور دیپک دتہ چودھری۔

جواب دہندہ نمبر 1 کی طرف سے ایم کے نمبیار اور آر گوپال کرشنن۔
عدالت کا فیصلہ جسٹس وانچو نے سنایا۔
جسٹس وانچو۔ یہ ایک انتخابی معاملے میں میسور ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی اپیل ہے۔ فروری 1962 میں بنگلور جنوبی (درج فہرست ذات) حلقہ میں انتخابات ہوئے۔ چار افراد نے انتخابات میں حصہ لیا جن میں اپیل کنندہ اور منی چنپا مدعا علیہ نمبر 1 شامل تھے، جنہوں نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے اور انہیں منتخب قرار دیا گیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے متعدد بنیادوں پر مدعا علیہ نمبر 1 کے انتخاب کو چیلنج کرتے ہوئے ایک انتخابی درخواست دائر کی۔ موجودہ اپیل میں ہمیں صرف ایک بنیاد پر تشویش ہے، یعنی یہ کہ مدعا علیہ نمبر 1 آئین (درج فہرست ذات) آرڈر، 1950 (اس کے بعد آرڈر کے نام سے جانا جاتا ہے) میں درج درج فہرست ذاتوں میں سے کسی کا رکن نہیں تھا۔ مدعا علیہ نمبر 1 نے دعویٰ کیا کہ وہ آرڈر میں بھوی کے طور پر درج ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسری طرف درخواست گزار نے دلیل دی کہ مدعا علیہ نمبر 1 ذات کے لحاظ سے ووڈر ہے اور ووڈر آرڈر میں بیان کردہ درج فہرست ذات نہیں ہے اور اس وجہ سے مدعا علیہ نمبر 1 درج فہرست ذات کے حلقہ سے انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتا۔ الیکشن ٹریبونل نے کہا کہ آرڈر میں جس ذات کا ذکر بھوی کے طور پر کیا گیا ہے وہ ووڈدروں میں ایک ذیلی ذات ہے اور حکم میں صرف اسی ذیلی ذات کو شامل کیا گیا ہے نہ کہ پوری ووڈدر ذات کو۔ ٹریبونل نے یہ بھی کہا کہ مدعا علیہ نمبر 1 کا تعلق بھوی کی ذیلی ذات سے نہیں ہے اور اس لئے وہ درج فہرست ذات کے حلقہ سے امیدوار کے طور پر کھڑے ہونے کے اہل نہیں ہیں۔ نتیجتاً انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور ٹریبونل نے دوبارہ انتخاب کا حکم دیا۔
مدعا علیہ نمبر 1 نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی اور اس کی دلیل یہ تھی کہ وہ آرڈر میں درج درج فہرست ذات بھوی سے تعلق رکھتا ہے اور اس لئے درج فہرست ذات کے

حلقہ سے الیکشن لڑنے کا حقدار ہے۔ہائی کورٹ نے کہا کہ اس طرح ووڈر ذات کو حکم میں شامل نہیں کیا گیا تھا، لیکن 1950 میں جب حکم جاری کیا گیا تھا اس وقت کے حقائق اور حالات کو دیکھتے ہوئے، اس میں درج بھوی ذات کوئی اور نہیں بلکہ ووڈر ذات تھی۔اس لئے عدالت نے اس اپیل کو منظور کرتے ہوئے کہا کہ مدعاعلیہ نمبر 1 کو ووڈر ہونے کے ناطے آرڈر میں درج بھووی ذات کا رکن مانا جانا چاہئے اور انتخابی عرضی کو خارج کر دیا۔ہائی کورٹ نے اپیل کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا، اپیل گزار کو اس عدالت سے خصوصی اجازت مل گئی تھی، اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

درخواست گزار کی طرف سے بنیادی دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص صرف اسی صورت میں درج فہرست ذات کے حلقے سے انتخاب لڑنے کا حق دار ہے اگر وہ آرڈر میں متعین ذات کا رکن ہو اور یہ دعویٰ کرنے کے لئے کسی کے لئے کھلا نہیں ہے کہ اگرچہ وہ آرڈر میں بیان کردہ ذات کا رکن نہیں ہے اور کسی اور ذات کا رکن ہے۔ کہ دوسری ذات کو آرڈر میں بیان کردہ ذات میں شامل کیا گیا ہے۔ عرضی میں کہا گیا ہے کہ جہاں بھی کسی ذات کے ایک سے زیادہ نام ہوتے ہیں، وہاں حکم میں دوسرے نام کو بریکٹ میں بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ جہاں ایک خاص ذات کو ایک سے زیادہ طریقوں سے لکھا گیا ہے، وہاں بھی حکم میں ایک ہی ذات کے مختلف ہجے شامل کیے گئے ہیں۔ لہٰذا، چونکہ آرڈر میں مذکور ذات بھوی میں اس کے بعد ذات ووڈر کا ذکر نہیں ہے، اس لیے ٹریبونل کے لیے یہ ثبوت لینے کا اختیار نہیں تھا کہ ووڈر ذات بھووی ذات کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ لہٰذا ہائی کورٹ نے ٹریبونل کے سامنے پیش کئے گئے ثبوتوں کو دیکھنے اور پھر اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی کی کہ حکم میں جس ذات بھوی کا ذکر کیا گیا ہے وہ ووڈر ذات کے لئے ہے اور ٹریبونل کو اس طرح کے ثبوت کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی۔ اگر اس طرح کے ثبوت کی اجازت نہیں دی گئی ہوتی تو مدعاعلیہ جو ذات

کے لحاظ سے ووڈر ہے وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتا تھا کیونکہ حکم میں ووڈر ذات کا ذکر ہی نہیں ہے۔

آئین کی دفعہ 341 جو درج فہرست ذاتوں سے متعلق ہے وہ درج ذیل ہے:

"(1) صدر جمہوریہ کسی ریاست یا مرکز کے زیر انتظام علاقے کے سلسلے میں اور جہاں وہ ایک ریاست ہے، اس کے گورنر سے مشاورت کے بعد، عوامی نوٹیفکیشن کے ذریعے ذاتوں، نسلوں، یا قبیلوں یا ذاتوں، نسلوں یا قبائل کے کچھ حصوں یا گروہوں کی نشاندہی کر سکتا ہے جو اس آئین کے مقاصد کے لئے اس ریاست یا مرکز کے زیر انتظام علاقے کے سلسلے میں درج فہرست ذاتیں سمجھی جائیں گی۔ جیسا بھی معاملہ ہو سکتا ہے.

(2) پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ شق (1) کے تحت جاری نوٹیفکیشن میں درج فہرست ذاتوں کی فہرست میں شامل ذاتوں، نسلوں، یا قبیلوں یا ذاتوں، نسلوں یا قبائل کے کچھ حصوں یا گروہوں کو شامل یا خارج کر سکتی ہے، لیکن مذکورہ بالا شق کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کو بعد میں کسی بھی نوٹیفکیشن کے ذریعہ تبدیل نہیں کیا جائے گا۔"

شق (1) میں کہا گیا ہے کہ صدر جمہوریہ کسی بھی ریاست کے بارے میں اس کے گورنر سے مشاورت کے بعد عوامی نوٹیفکیشن کے ذریعے ذاتوں، نسلوں یا قبیلوں یا ذاتوں، نسلوں یا قبائل کے کچھ حصوں یا گروہوں کی وضاحت کر سکتا ہے جو آئین کے مقاصد کے لئے اس ریاست کے سلسلے میں درج فہرست ذاتیں سمجھی جائیں گی۔ واضح طور پر اس دفعہ کا مقصد تمام تنازعات سے بچنا ہے کہ آیا کوئی خاص ذات درج فہرست ذات ہے یا نہیں اور صرف وہی ذاتیں درج فہرست ذاتیں ہو سکتی ہیں جو گورنر سے مشاورت کے بعد آرٹیکل 341 کے تحت صدر جمہوریہ کے ذریعہ جاری کردہ آرڈر میں مطلع کی گئی ہیں جہاں اس کا تعلق ریاست میں ایسی ذاتوں سے ہے۔ اس کے بعد شق (2) میں کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعے شق (1) کے تحت جاری نوٹیفکیشن میں مذکور درج فہرست ذاتوں کی فہرست میں شامل یا خارج کر سکتی ہے یا کسی

ذات، نسل یا قبیلے کے اندر کسی بھی ذات، نسل یا قبیلے کا حصہ یا گروہ شامل کر سکتی ہے۔ اس طرح پارلیمنٹ کو شق (1) کے تحت صدر کے ذریعہ جاری کردہ نوٹیفکیشن میں ترمیم کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ مزید شق (2) میں مزید کہا گیا ہے کہ شق (1) کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کو بعد کے کسی بھی نوٹیفکیشن سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، اس طرح صدر کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کو شق (2) کے مطابق قانون کے ذریعہ ترمیم کے علاوہ ہر وقت کے لئے حتمی بنا دیا جائے گا۔ لہذا واضح طور پر آرٹیکل 341 ایک نوٹیفکیشن اور اس کو حتمی شکل دینے کا اہتمام کرتا ہے سوائے اس کے کہ جب پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ اس میں تبدیلی کرے۔ درخواست گزار کی طرف سے دلیل آرٹیکل 341 کی دفعات پر مبنی ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ ایک بار نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد حتمی ہوتا ہے اور صدر کے ذریعہ اس پر نظر ثانی بھی نہیں کی جاسکتی ہے اور صرف پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون کے ذریعہ شامل یا خارج کرکے اس میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ للہذا دفعہ (1) کے تحت جاری نوٹیفکیشن کے سلسلے میں آئین کی اس سخت شق کے پیش نظر یہ کسی کے لیے بھی کھلا نہیں ہے کہ وہ ثبوت زبانی یا دستاویزی بنیاد پر نوٹیفیکیشن کے اندر آنے والی کسی بھی ذات کو شامل کرے، اگر مذکورہ ذات کا نوٹیفکیشن کی شرائط میں کوئی خاص ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ درخواست کی جاتی ہے کہ ٹریبونل نے یہ ثابت کرنے کے لئے ثبوت دینے میں غلطی کی کہ ووڈر ذات وہی ہے جس کا ذکر حکم میں مذکور بھووی ذات سے ہے اور ہائی کورٹ نے اس طرح کے ثبوتوں کی بنیاد پر فیصلہ دیا کہ ووڈر ذات حکم میں بیان کردہ بھووی ذات جیسی ہی ہے اور اس لئے مدعا علیہ نمبر 1 انتخابات میں کھڑے ہونے کا حق دار ہے کیونکہ وہ ووڈر سے تعلق رکھتا ہے۔ ذات جو بھووی کاسٹ کی طرح ہی تھی۔

یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ (مثال کے طور پر) یہ ثابت کرنے کے لئے ثبوت پیش کرکے حکم میں کوئی ترمیم کرنا کھلا نہیں ہے کہ اگرچہ آرڈر میں صرف ذات A کا ذکر ہے،

لیکن ذات B بھی ذات A کا ایک حصہ ہے اور اس لئے اسے ذات A میں شامل سمجھا جانا چاہئے۔ یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ جہاں کہیں بھی ایک ذات کا دوسرا نام ہوتا ہے تو اس کا ذکر حکم میں اس کے بعد بریکٹوں میں کیا گیا ہے [دیکھیے آرے (مالا) ڈکل (ڈوکلوار) وغیرہ]۔

لہٰذا عام طور پر کسی بھی شخص کے لیے یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہوگا کہ ذات B (اوپر دی گئی مثال میں) آرڈر میں درج ذات A کا حصہ ہے۔ عام طور پر موجودہ معاملے میں یہ ثبوت دینا کھلا نہیں ہوگا کہ ووڈر ذات وہی ہے جو ووڈر ذات کے آرڈر میں مذکور بھوی ذات کے بعد بریکٹ میں درج ہے۔

لیکن ہماری رائے میں یہ معاملہ موجودہ کیس کے مخصوص حالات میں ختم نہیں ہوتا ہے۔ موجودہ معاملے میں مشکل اس حقیقت سے پیدا ہوتی ہے (جس پر ہائی کورٹ کے سامنے کوئی اختلاف نہیں تھا) کہ میسوراا سٹیٹ میں جیسا کہ 1956 کی تنظیم نو سے پہلے تھا، کوئی ذات نہیں تھی جسے بھوی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس حکم نامے میں ریاست میسور میں بھوی کے نام سے مشہور ایک درج فہرست ذات کا حوالہ دیا گیا ہے جیسا کہ 1956 سے پہلے تھا اور اس لئے یہ تسلیم کیا جانا چاہئے کہ کچھ ذات ایسی تھی جسے صدر نے راج پرمکھ سے مشورہ کرنے کے بعد آرڈر میں شامل کرنے کا ارادہ کیا تھا، جب آرڈر میں بھووی ذات کو درج فہرست ذات کے طور پر ذکر کیا گیا تھا۔ یہ قبول نہیں کیا جا سکتا کہ صدر جمہوریہ نے حکم نامے میں بھووی ذات کو شامل کیا حالانکہ اسٹیٹ میسور میں ایسی کوئی ذات نہیں تھی جیسا کہ 1956 سے پہلے موجود تھی۔ لیکن جب اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ 1956 سے پہلے میسور اسٹیٹ میں بھوی کے نام سے کوئی ذات خاص طور پر نہیں تھی، تو عدالتوں کے پاس یہ جاننے کا واحد راستہ ہے کہ بھووی سے مراد کون سی ذات تھی۔ اگر اسٹیٹ میسور میں بھوی کے نام سے ایک ذات تھی جیسا کہ 1956 سے پہلے موجود تھا، تو یہ ثابت کرنے کے لئے

ثبوت نہیں دیا جا سکتا تھا کہ بھووی ذات میں کوئی اور ذات شامل تھی۔ لیکن جب غیر متنازعہ حقیقت یہ ہے کہ اسٹیٹ میسور میں 1956 سے پہلے بھوی کے نام سے کوئی ذات موجود نہیں تھی اور آرڈر میں بھوی کے نام سے ایک ذات کا ذکر ملتا ہے، تو کسی کو اُس ذات کو روکنا پڑتا ہے جو اس لفظ سے مراد تھی۔ یہی وہ عجیب و غریب صورتحال تھی جس کی وجہ سے اس بات کا تعین کرنے کے لیے ثبوت لینے کی ضرورت پڑی کہ وہ کون سی ذات تھی جس کا مطلب آرڈر میں استعمال ہونے والے لفظ 'بھووی' سے تھا، جب کہ 1956 کی تنظیم نو سے پہلے میسور اسٹیٹ میں کسی بھی ذات کو خاص طور پر بھووی کے نام سے نہیں جانا جاتا تھا۔

اس کے بعد آیئے اس معاملے میں دیے گئے ثبوتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ یہ ووڈر ذات تھی جس کا مطلب آرڈر میں شامل لفظ بھووی سے تھا۔ اس سلسلے میں 1944 میں وڈر ذات کی طرف سے میسور کی اس وقت کی حکومت کو کئے گئے ایک خط اور فروری 1946 میں میسور کی اس وقت کی حکومت کے حکم پر انحصار کیا گیا ہے۔ لگتا ہے کہ جولائی 1944 میں ایک کانفرنس میں ووڈر ذات کی طرف سے ایک قرارداد منظور کی گئی تھی جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ
اس ذات کا نام ووڈر سے بھوی میں تبدیل کیا جائے۔ اس قرارداد پر سیکرٹریٹ میں کارروائی کی گئی۔ آخرکار 2 فروری 1946 کو ان شرائط میں ایک حکم جاری کیا گیا:
حکومت کو یہ ہدایت دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ مستقبل میں 'ووڈا' کے نام سے جانی جانے والی برادری کو تمام سرکاری مواصلات اور ریکارڈ میں 'بوی' کہا جائے۔

تب سے، ایسا لگتا ہے کہ تمام سرکاری ریکارڈوں میں ووڈر ذات کو بوئی کے نام سے جانا جاتا ہے، کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ووڈر اور ووڈا ایک ہی ہیں۔ لٰہذا یہ اندازہ لگانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صدر جمہوریہ نے میسور کے راج پرمکھ سے مشاورت کے بعد 1950 میں میسور کے راج پرمکھ سے مشاورت کے بعد یہ اندازہ

لگانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ریاست میسور کے حوالے سے حکم جاری کرنے سے پہلے وہ آئین کے تحت مشاورت کرنے کے پابند تھے کہ فروری 1946 میں میسور کی اس وقت کی حکومت کے حکم کی وجہ سے ووڈا ذات کو بھوی کے طور پر آرڈر میں شامل کیا گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ آرڈر میں ووڈر ذات کا ذکر نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اس ذات کا نام فروری 1946 میں میسور کی اس وقت کی حکومت کے حکم سے تمام سرکاری مقاصد کے لئے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا اگر حکم نامے میں اس ذات کا ذکر 'بوئی' کے طور پر کیا جاتا تو یہ کہنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ فروری 1946 کے میسور حکومت کے حکم کے پیش نظر اس کا مطلب ووڈر ذات ہے کیونکہ ووڈروں نے اپنا اصل نام چھوڑ دیا تھا اور 1946 سے اسے تبدیل کر کے بوائس کر دیا تھا۔

تاہم اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ آرڈر میں بوئی ذات کا ذکر نہیں ہے بلکہ ذات بھووی کا ذکر ہے اور جہاں کہیں بھی ایک ہی ذات کے ہجے میں فرق ہے، آرڈر میں اس کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ (مثال کے طور پر، بھامبی، بھمبی کو دیکھیں۔ شینوا، چنوا۔ وغیرہ).

لہٰذا، جب اس حکم نامے میں بھووی ذات کو شامل کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا، تو اس میں ووڈر ذات کا حوالہ نہیں دیا جا سکتا تھا، کیوں کہ 1946 میں میسور کی اس وقت کی حکومت نے جس نام کی تبدیلی کی منظوری دی تھی، وہ ووڈر سے بوئی میں تھی۔ یہاں ایک بار پھر اس دلیل کو تقویت ملتی ہے کہ جہاں ایک ہی ذات کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا تھا، وہاں آرڈر میں مختلف ہجے فراہم کیے گئے ہیں جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔ لیکن ہمیں اس سوال پر غور کرنے میں بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑا کہ آیا ووڈر ذات کا مطلب اس ذات بھووی سے ہے جسے آرڈر میں شامل کیا گیا تھا، جب ہم ہجے کے فرق پر غور کرتے ہیں، کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ میسور اسٹیٹ میں بھووی کے نام سے کوئی ذات نہیں تھی جیسا کہ 1950 میں اس حکم کے پاس ہونے کے وقت موجود تھی۔ چونکہ صدر حکم نامے میں ایک غیر موجود ذات کو شامل نہیں

کر سکتے تھے اسلئے اس کا مطلب لفظ ہے۔ 'بھوی' کا تعلق میسور کی کسی ذات سے ہے جیسا کہ 1956 سے پہلے تھا اور اس لیے ہمیں اس ذات کی شناخت قائم کرنی ہے اور یہ صرف ثبوت کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ 1946 کے حکم کے بعد سے ووڈر ذات کو انگریزی میں بووی، بووی اور بھووی کے طور پر مختلف طور پر لکھا گیا ہے، حالانکہ کناڈا کے مساوی ایک ہی ہے۔ لہٰذا ہائی کورٹ نے اس معاملے کے مخصوص حالات میں انگریزی ہجے میں تبدیلی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا ہے۔ اس سلسلے میں میسور کی اس وقت کی حکومت کے 2 فروری 1946 کے نوٹیفکیشن کی طرف توجہ مبذول کرائی جا سکتی ہے، جہاں ایک ہی نوٹیفکیشن میں ووڈر ذات کو تین طریقوں سے لکھا گیا ہے۔ ایک جگہ اسے ووڈرا، دوسری جگہ ووڈر اور دو مقامات پر ووڈا لکھا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسا لگتا ہے کہ ہم اس معاملے میں انگریزی میں ہجے کو غیر ضروری اہمیت نہیں دے سکتے جب کہ ہم جانتے ہیں کہ اسٹیٹ میسور میں بھووی کے نام سے کوئی مخصوص ذات نہیں تھی جیسا کہ 1956 سے پہلے تھا اور ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ وہ کون سی ذات تھی جس کا مطلب آرڈر میں اس اصطلاح کے استعمال سے تھا۔ اس سلسلے میں ہم اسی نوٹیفکیشن کی ایک اور کاپی کی طرف بھی توجہ مبذول کرا سکتے ہیں جو حکومت کے دوسرے محکمہ کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ اس کاپی میں ووڈرا کو ووڈرا اور بوئس کو بووس کے طور پر لکھا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے موجودہ معاملے کے عجیب و غریب حالات میں انگریزی میں ہجے کے فرق کو کوئی اہمیت نہ دینے اور بھوویس کے ساتھ بوائس جیسا سلوک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم مختلف مردم شماری کی رپورٹوں کا حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھتے، جن کا ٹریبونل اور ہائی کورٹ نے حوالہ دیا ہے، کیوں کہ ان سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح ایک ہی ذات کو مختلف انداز میں لکھا گیا ہے۔ ان حالات میں ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ مدعا علیہ نمبر 1 اگرچہ ذات کے لحاظ سے ووڈدر کا تعلق حکم نامے میں مذکور بھووی کی

درج فہرست ذات سے ہے۔ ہم ایک بار پھر دہرا سکتے ہیں کہ ہم نے اس معاملے میں ثبوتوں کا حوالہ صرف اس لئے دیا ہے کیونکہ ریاست میسور میں بھووی کے نام سے کوئی ذات نہیں تھی جیسا کہ 1956 سے پہلے تھا اور ہمیں یہ معلوم کرنا تھا کہ آرڈر میں استعمال ہونے والے لفظ بھووی سے کون سی ذات مراد ہے۔ لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کسی بھی فریق کے لئے یہ ثبوت دینا کھلا نہیں ہوگا کہ (مثال کے طور پر) آرڈر میں مذکور ذات A میں ذات B شامل ہے یا وہی ہے جہاں ذات A اس علاقے میں موجود ہے جس پر حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

معاملے کے اس نقطہ نظر میں، اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اس طرح اخراجات سے محروم ہو جاتی ہے.

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and integrity of this document